© rasailojaraid.com

قاضی اطہر مبارکپوری

علمائے دین کے معاشی ذرائع

علمائے سلف نے قرآن و حدیث کے حکم کے مطابق علم دین کو ذریعہ معاش و معیشت نہیں بنایا، اور نہ ہی اس کو حصول دنیا کے لیے استعمال کیا بلکہ کوئی نہ کوئی ذریعہ معاش اختیار کرکے ضروریات زندگی فراہم کی ہیں اور نہایت خودداری اور خود اعتمادی سے دین اور علم دین کی خدمت کی ہے اسی کے ساتھ ان حضرات نے اپنے تلامذہ و اصحاب کو اہل دنیا سے بے نیاز رہنے کی تلقین کی ہے وہ خود کوئی نہ کوئی کام کرتے تھے اور اپنے شاگردوں کی معاشی مصروفیات کا لحاظ کرکے حتی الامکان ان کے لیے آسانی فراہم کرتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اہل علم سے کہا کرتے تھے۔

یامعشر القراء استبقوا الخیرات وابتغوا من فضل اللہ ولا تکونوا عیالاً علی الناس۔

اے گروہ علماء! نیک کاموں میں آگے آگے رہو اور اللہ کے رزق و فضل کو حاصل کرو، اور لوگوں پر بار نہ بنو،

مشہور تابعی عالم ابوظبیان ازدیؒ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ ابوظبیان! تمہاری آمدنی کتنی ہے؟ میں نے کہا کہ میرا وظیفہ ڈھائی ہزار ہے۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تم کچھ مویشی پال لو، ہوسکتا ہے کہ قریش کے نوخیز و نوجوان نظام خلافت میں دخل دیں اور تمہارا یہ وظیفہ و عطیہ بند کر دیں۔

حضرت ابوقلابہؒ اپنے تلمیذ رشید حضرت ایوب سختیانی سے کہا کرتے تھے۔

یاایوب الزم سوقك، فان فیھا غنی عن الناس وصلاحًا فی الدین۔ (جامع بیان العلم ج۲ ص۱۷)

ایوب! تم بازار میں اپنا کاروبار کرو اس لیے کہ اس میں لوگوں سے بے نیازی اور دین میں خوبی ہے۔

ایوب سختیانی نے اپنے استاد کی وصیت و نصیحت پر یوں عمل کیا کہ سختیان (اچھے چمڑے) کی تجارت سے ضروریات زندگی پوری کرکے بے فکری و بے نیازی سے تعلیم و تدریس کی خدمت انجام دی، وہ اپنے شاگردوں سے کہا کرتے تھے۔

لو علمت ان اھلی یحتاجون الی دستجة

اگر میں جانتا کہ میرے گھر والے ایک گٹھی سبزی ترکاری کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بقلیل ما جلست معکم۔ محتاج ہیں تو تم لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر درس نہ دیتا۔

حماد بن زید بیان کرتے ہیں کہ ہم طلبہ حدیث بازار میں ایوب سختیانی کے سامنے جاکر بیٹھتے تو وہ کہتے تھے کہ تم لوگ میرے سامنے بیٹھ کر خریداروں کو نہ روکو بلکہ میرے پیچھے بیٹھ کر سوال کرو میں جواب دیا کروں گا۔[۱]

حضرت عبداللہ بن مبارک نے اپنے شاگرد حسن بن ربیع بورانی کوفی سے دریافت کیا کہ حسن! تمہارا پیشہ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ میں بورانی ہوں، حضرت ابن مبارک نے پوچھا کہ بورانی کا مطلب کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ میرے یہاں چند لڑکے بوریہ چٹائی بناتے ہیں یہ سن کر حضرت ابن مبارک نے کہا۔

ان لم یکن لک صناعۃ ما صحبتنی[۲] — اگر تمہارا کوئی پیشہ نہ ہوتا تو تم میرے ساتھ رہ کر علم حاصل نہیں کر سکتے تھے۔

حضرت عبداللہ ابن مبارک خود تجارت کرکے اس کی آمدنی سے اہل علم کی خدمت کرتے تھے۔

سہیل بن علی کا بیان ہے کہ بچپن میں قاضی مصر خیر بن نعیم حضرمیؒ کے پاس بیٹھا کرتا تھا میں دیکھتا تھا کہ وہ تیل کی تجارت کرتے ہیں۔ ایک دن میں نے ان سے کہا کہ آپ قاضی ہو کر روغن فروشی کیوں کرتے ہیں۔ انہوں نے میرے مونڈھے پر ہاتھ مار کر کہا۔

انتظر حتی تجوع ببطن غیرک۔ — تم اس وقت کا انتظار کرو جب دوسرے کے شکم کی وجہ سے بھوکے رہو گے۔

یہ جملہ سن کر میں نے دل میں سوچا کہ کوئی انسان دوسرے کے شکم کی وجہ سے کیسے بھوکا رہ سکتا ہے؟ اس کی حقیقت اس وقت معلوم ہوئی جب میں بال بچوں کے جھمیلے میں پڑا اور ان کی شکم سیری کے خیال سے میں بھوکا رہنے لگا۔[۳]

ابوالعباس احمد بن محمد مروزی ادب ولغت کے مشہور عالم تھے، نہایت خوشخط اور زودنویس تھے۔ ان کا ذریعہ معاش وراقت یعنی اجرت پر کتابیں لکھنا تھا، ان کا بیان ہے۔

کل یوم مالم اعمل بدرھم لا اخرج من الدار[۴] — روزانہ جب تک میں ایک درہم کا کام نہیں کر لیتا گھر سے نہیں نکلتا ہوں۔

عبیداللہ بن ابراہیم تفتازانی محدث، مفسر، واعظ اور عابد و زاہد بزرگ تھے، ان کے حال میں لکھا ہے۔

یتولی الحرث والحصاد بنفسہ ویاکل من کدہ[۵] — وہ خود کھیتی باڑی اور کٹیا کرتے تھے اور اپنی محنت سے روزی کماتے تھے۔

---

[۱] تاریخ جرجان سہمی ص۱۰۱ [۲] الآداب سمعانی ج ۲ ص۳۵ [۳] الولاۃ وکتاب القضایا، کندی ص۳۲۵
[۴] الانساب ج ۱ ص۱۰۱ [۵] طبقات المفسرین داودی ج ۱ ص۳۲۹۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

امام ابوبکر محمد بن عبداللہ صبغیؒ رنگ ساز اور رنگ فروش تھے، ان کی دکان پر محدثین کی بھیڑ رہا کرتی تھی اور دوکانداری کے ساتھ درس حدیث کا سلسلہ بھی جاری رہتا تھا، ان کی دکان نیساپور کے کرمانی چوک میں پکی سرائے کے دروازے پر تھی، سمعانی کا بیان ہے کہ مختلف پیشوں سے منسوب علمائے سلف کی عادت کے مطابق امام صبغی اپنی دکان میں رنگ فروخت کرتے یا رنگ تیار کرتے تھے [۱]

حجاج بن منیر مصریؒ حمصی کی نسبت سے مشہور تھے (چنے والے) وہ بھنے ہوئے چنے فروخت کرتے تھے، مصر کے ایک چوک میں ان کا مکان دار الحمص کے نام سے مشہور تھا جس میں چنا بھونتے اور بیچتے تھے، اسی کے ساتھ حدیث کا درس بھی دیا کرتے تھے، ان کے بھائی عبداللہ بن منیر حمصی مصری بھی یہی کام کرتے تھے اور حدیث کا درس دیتے تھے، حجاج بن منیر حمصی کے صاحبزادہ ابراہیم بن حجاج حمصی کے ساتھ قلا (بھونے والے) کے لقب سے مشہور تھے، امیر ابن ماکولا اور سمعانی نے ان کے بارے میں تصریح کی ہے۔

هذا الرجل كان يقلي الحمص ويبيعه وكان يعرف بالقلاء [۲] — یہ چنا بھونتے اور بیچتے تھے اور قلاء کے لقب سے مشہور تھے۔

جو طلبہ اپنی معاشی مصروفیات کی وجہ سے محدثین و فقہاء کے حلقہ درس میں نہیں آسکتے تھے یا دیر سے آتے تھے شیوخ و اساتذہ خود ان کے مکان یا دوکان پر جاکر پڑھایا کرتے تھے تاکہ ان کا نقصان نہ ہو، اور معاش و معیشت کی بحالی اور سکون کے ساتھ علم حاصل کریں۔

امام ولید بن عتبہؒ دمشق کے باب الجابیہ کی مسجد میں درس حدیث دیتے تھے، ایک شخص بہت دیر سے حلقہ درس میں شریک ہوتا تھا اور ولید بن عتبہ ان کی وجہ سے سبق دہرایا کرتے تھے ایک دن اس شخص سے پوچھا کہ تم اتنی تاخیر سے کیوں آتے ہو؟ اس نے بتایا کہ میں بال بچوں والا آدمی ہوں، بیت لہیا میں میری ایک دکان ہے، صبح سویرے سامان خرید کر اس میں بند کرتا ہوں، پھر دوڑتا ہوا آپ کے پاس آتا ہوں تاکہ سبق چھوٹ نہ جائے، میں اس لیے ایسا کرتا ہوں کہ میرا معاشی معاملہ خراب نہ ہوجائے، اس کی باتوں کو سن کر ولید بن عتبہ نے کہا کہ اچھا اب میں تم کو یہاں دوسری بار نہ دیکھوں، اس کے بعد ولید بن عتبہ کا معمول ہوگیا کہ مسجد کے درس حدیث دے کر ہاتھ میں کتاب لیتے اور سیدھے بیت لہیا جاتے اور اس کی دوکان میں بیٹھ کر وہیں درس دیا کرتے تھے [۳]

امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد اور امام شافعیؒ کے استاد امام وکیع بن جراحؒ دوپہر میں قیلولہ اور آرام چھوڑ کر ستاؤں کے پاس جاتے اور ان کو حدیث پڑھاتے ان کا کہنا تھا۔

۱؎ طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ج ۳ ص ۱۸۴ ۲؎ الاکمال ج ۳ ص ۱۷۱ والانساب ج ۴ ص ۲۵۱

۳؎ الجامع الاخلاق الراوی، خطیب ص ۳۶۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ھولاء قوم لھم معاش لا یقدرون ان یاتونی۔ (دین)

ان لوگوں کا ایسا ذریعۂ معاش ہے کہ میرے پاس نہیں آسکتے۔

امام وکیع ان بہشتیوں اور سقاؤں کو نہایت پیار اور نرمی سے پڑھاتے تھے[1] اس کے نتیجے میں معمولی معمولی پیشہ والوں میں حدیث و فقہ اور دینی علوم کا ذوق عام تھا حتیٰ کہ حمال اور مزدور راستہ چلتے آپس میں علمی و دینی مسائل پر گفتگو کرتے تھے، امام ابو اسحٰق مروزی ایک مرتبہ بغداد میں ایک راستہ سے گزر رہے تھے دیکھا کہ دو مزدور اپنے سروں پر سبزی ترکاری کا ٹوکرہ لیے جا رہے ہیں، ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ حضرت ابن عباس نے یہ بات کیسے کہی، دوسرے نے کہا کیا بات؟ پہلے نے جواب دیا کہ ابن عباس کا قول ہے کہ قسم کھانے والے کے لیے جائز ہے کچھ دیر کے بعد اس میں استثناء کرے اور یہ استثناء صحیح ہوگا، اگر یہ بات ہوتی تو حضرت ایوب نے جو قسم کھائی تھی اللہ تعالیٰ اس میں بعد میں استثناء کا حکم دیدیتا اور وہ قسم پوری کرنے کے لیے اپنی زوجہ کو نہ مارتے۔

(طبقات الشافعیہ ج ۵ ص)

اہل علم کے ذرائع معاش اور ان کے پیشوں کو معلوم کرنا ہو تو تراجم و طبقات کی کوئی کتاب مثلاً تاریخ بغداد اور انساب سمعانی اٹھالو[2] شاید باید کوئی ایسا طالب علم ملے جو کسی نہ کسی پیشہ سے مشہور نہ ہو اور اس کی نسبت کسی پیشہ کی طرف نہ ہو، علمائے سلف اپنے معاشی ذرائع کو نمایاں کرنے میں فخر محسوس کرتے تھے اور ظاہر محسوس کرتے تھے کہ وہ کسی جماعت یا فرد پر بار بن کر زندہ نہیں ہیں بلکہ اپنے کاروبار سے اپنی روزی حاصل کرتے ہیں اور عزت نفس، معاشی خوشحالی، استغناء اور خود اعتمادی کے ساتھ علم دین اور مسلمانوں کی خدمت کرتے ہیں، یہی حکم ہے اسی میں زہد و تقویٰ ہے، یہ فخر کی بات ہے، اس میں ذلت اور احساس کمتری کے بجائے عزت اور احساس برتری ہے، ایک عالم و عارف نے بالکل صحیح کہا ہے۔

الا انما التقوی هو الشرف والکرم	وفخرك بالدنيا هو الذل والعدم
تقویٰ ہی شرافت و نجابت ہے	اور تمہارا دنیا پر فخر کرنا ذلت اور محرومی ہے
ولیس علی عبد تقی نقیصة	اذا صحح التقوی وان حاك او حجم
متقی بندے کے لیے کوئی عیب نہیں ہے	اگرچہ وہ پارچہ بافی کرے یا حجامت کرے

ابتدا میں ارباب علم و فضل اپنی نسبت قبیلہ اور خاندان سے بیان کرتے تھے، پھر اپنے اوطان و بلاد کی طرف

---

[1] ازملا [2] علامہ سمعانی کی "الانساب" پر مولانا عبدالقیوم حقانی نے اہل علم کے ذرائع معاش اور پیشہ رزق حلال پر تفصیلی کام کیا ہے موصوف کی یہ تحقیقی اور تاریخی کاوش "ارباب علم و کمال اور پیشۂ رزق حلال" کے نام سے موتمر المصنفین کی جانب سے منظر عام پر آچکی ہے اور اس کے تین ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ نکل چکے ہیں جبکہ بیرون ملک آٹھ زبان میں اس کا ترجمہ کر کے اشاعت کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بت کا رواج ہوا، اس کے بعد صنعت وحرفت اور پیشوں کی نسبت عام ہوتی، بلکہ بہت سے اہل علم نے صرف پیشہ کی نسبت پر اکتفا کیا، علامہ سمعانی نے لکھا ہے بہت سے شہروں کے علماء کی عادت ہے کہ وہ صنعت وحرفت کی طرف اپنی نسبت ظاہر کرتے ہیں جیسے خوازم، جرجان آمل اور طبرستان وغیرہ کے علماء کی یہی عادت ہے، کہ دنیا والوں کو معلوم ہو کہ وہ خود کفیل اور دوسروں سے بے نیاز ہیں۔

صنعت وحرفت پر زور دیتے ہوئے بعض علماء نے اس موضوع پر مستقل کتاب لکھی ہے تاکہ اخلاف اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چل کر اپنی معاش کا خود انتظام کریں، چنانچہ امام ابو عبداللہ محمد بن اسحاق بن سعید سعدی ہروی نے اس موضوع پر "کتاب الصناع من الفقهاء والمحدثين" تصنیف کی ہے، جس میں پیشہ ور فقہاء محدثین کا تذکرہ ہے، اس کے بارے میں علامہ سمعانی لکھتے ہیں کہ میں نے ان کی تصانیف میں ایک بہترین کتاب دیکھی ہے، میرے خیال میں اس موضوع پر ان سے پہلے کوئی کتاب نہیں لکھی گئی [1]

اہل علم کی تشویق وتشجیع کے لیے علمی معاشیات کا تذکرہ طبقات ورجال کی عام کتابوں میں بھی کثرت اور خصوصیت سے پایا جاتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ رزق حلال اور جائز کسب کے لیے بزرگوں نے ہر چھوٹا بڑا کام کیا ہے اور کام کی نوعیت وحیثیت سے بالاتر ہو کر جائز طریقہ سے اپنی روزی کا انتظام کیا ہے اور جس طرح دنیا میں ہر طبقہ کے لوگ اپنے اپنے علمی مشاغل اور کاروبار میں رہ کر دوسروں سے بے نیاز رہتے ہیں اسی طرح اہل علم بھی دوسروں سے بے نیاز ہو کر اپنی ذمہ داری پوری کرتے ہیں۔

امام بخاریؒ کا بیان ہے کہ ہم تین چار طالب علم علی بن عبداللہ مدینیؒ کی خدمت میں حاضر ہوتے انہوں نے ہم لوگوں کو دیکھ کر کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے مصداق تم لوگ ہی ہو۔

لا تزال طائفة من امتی ظاهرين على الحق لا يضرهم من خذلهم وخالفهم۔

میری امت کا ایک گروہ حق وصداقت پر قائم ودائم رہے گا ان کی رسوائی اور مخالفت کرنے والا ان کو کوئی ضرر نہیں پہونچا سکے گا۔

اور اس کی توجیہ یوں فرمائی کہ تاجروں نے اپنے کو تجارت میں مشغول کر رکھا ہے، دستکاروں اور اہل صنعت نے اپنے صنعتوں میں مشغول کر رکھا ہے اور ملوک وسلاطین نے اپنے کو امور مملکت میں مشغول کر رکھا ہے، اور ان سب سے الگ تھلگ رہ کر تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث وسنن سے تعلق ومحبت رکھتے ہو [2]

صنعت وحرفت کی انقلاب انگیز توسیع وترقی کے اس دور میں ہمارے علماء کو زندگی کے عملی میدان سے دور نہ رہنا چاہیے بلکہ ان کو اسلاف کی طرح رزق ومعیشت کے بارے میں خود کفیل بننے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

---

[1] الانساب ج، صفحہ ۱۴۰   [2] شرف اصحاب الحدیث، خطیب (ترکی) صفحہ ۵۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

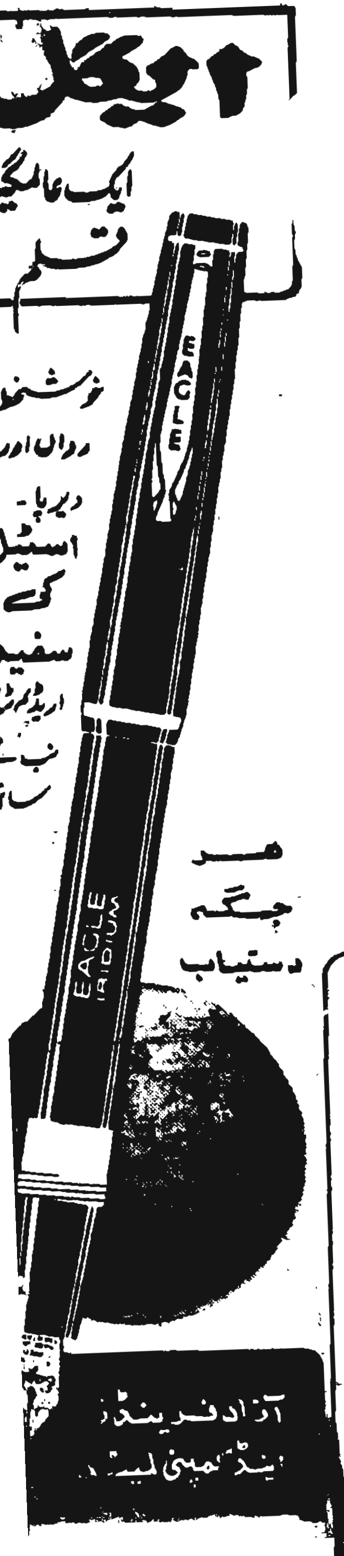

© rasailojaraid.com